Review Journal of Social Psychology & Social Works

http://socialworksreview.com

ISSN-E: 3006-4724 Volume: 4
ISSN-P: 3006-4716 Issue: 2 (April - June, 2026)

Traditional Police Subculture and Intimate Partner Violence (IPV) in Pakistan's Law Enforcement Agencies: A Comparative Analysis in Light of International Empirical Evidence and a Governance Reform Roadmap

پاکستان کے قانون نافذ کرنے والے اداروں میں روایتی پولیس ذیلی ثقافت اور مباشرت ساتھی کے خلاف تشدد: بین الاقوامی تجرباتی شواہد کی روشنی میں تقابلی تجزیہ اور گورننس اصلاحات کا لائحہ عمل

Dr. Muhammad Altaf Tahir

Department of Criminology University of Karachi, (Corresponding Author), Email: **draltaftahir@gmail.com**

خلاصہ

پولیس افسران کے ہاتھوں مباشرت ساتھی کے خلاف تشدد (Intimate Partner Violence – IPV) بین الاقوامی سطح پر عوامی اعتماد کے خاتمے اور خاندانی عدم استحکام کا ایک سنگین سبب ہے۔ مغربی علمی حلقوں میں بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) کی تحقیق نے روایتی پولیس ذیلی ثقافت کے دو بنیادی عناصر یعنی آمرانہ رویوں کا گھریلو زندگی میں اخراج (Authoritarian Spillover) اور جذباتی تھکن (Emotional Exhaustion) کو نفسیاتی گھریلو تشدد کے مضبوط پیش گو کے طور پر شناخت کیا ہے، جبکہ عوامی عدم اعتماد (Cynicism) کا اس سے کوئی براہ راست تعلق سامنے نہیں آیا۔ پاکستان میں انسدادِ دہشت گردی، مجرمانہ تفتیش اور شہری تحفظ میں پولیس کے ریڑھ کی ہڈی ہونے کے باوجود، یہاں افسران کی پیشہ ورانہ ذیلی ثقافت اور گھریلو تشدد کے مابین تعلق پر کوئی منظم تجرباتی مطالعہ موجود نہیں۔ یہ مقالہ بین الاقوامی ادب، خصوصاً بلمنسٹائن کے ماڈل، کا پاکستانی ادارہ جاتی تناظر میں تقابلی تجزیہ پیش کرتا ہے۔ مقالے میں اسپل اوور نظریے (Spillover Theory) اور عمومی تناؤ نظریے (General Strain Theory) کی روشنی میں یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ کس طرح کمانڈ و کنٹرول کی آمرانہ روایات، دائمی ملازمانہ تناؤ اور ادارہ جاتی ذہنی صحت کی عدم دستیابی پاکستانی پولیس افسران کو نفسیاتی و جسمانی تشدد کی جانب مائل کر سکتی ہے۔ مقالے کے نتائج بتاتے ہیں کہ پاکستان میں پولیس اداروں میں رائج سخت درجہ بندی، ناکافی تربیت اور کمزور احتسابی نظام آمرانہ رویوں کے گھریلو اخراج اور جذباتی تھکن کو شدید تر بنا دیتے ہیں، جو خاموش گھریلو تشدد کو جنم دیتے ہیں۔ یہ تجزیہ ایک جامع اصلاحی حکمتِ عملی تجویز کرتا ہے، جس میں ملازمت سے قبل نفسیاتی جانچ، لازمی تناؤ سے بچاؤ کے تربیتی پروگرام، پولیس قوانین میں گھریلو تشدد کی دفعہ جات کا انضمام، اور ایک

خود مختار پولیس گھریلو تشدد نگرانی سیل کا قیام شامل ہے۔ یوں یہ مقالہ آئینی حقوق، قومی انسانی حقوق لائحہ عمل اور پائیدار ترقی کے اہداف (ایس ڈی جی ۵ اور ۱۶) کے تناظر میں شواہد پر مبنی ادارہ جاتی اصلاحات کی راہ ہموار کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ

پولیس ذیلی ثقافت، گھریلو تشدد، ادارہ جاتی گورننس، پاکستان پولیس، آمرانہ رویوں کا گھریلو اخراج، جذباتی تھکن، اصلاحاتِ پولیس

تعارف

پولیس افسر ریاست کی جبری قوت کا وہ اگلا چہرہ ہے جو شہریوں کی نجی زندگیوں میں مداخلت کرنے، گرفتاریاں عمل میں لانے اور طاقت کے استعمال کا قانونی اختیار رکھتا ہے۔ لیکن ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ انہی افسران کی ایک خاصی بڑی تعداد اپنے ہی گھروں میں مباشرت ساتھیوں کے خلاف تشدد کی مرتکب ہوتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں کیے گئے بنیادی سروے بتاتے ہیں کہ ۲۸ فیصد سے ۴۰ فیصد تک افسران نے اپنے شریکِ حیات یا ساتھی پر جسمانی تشدد کا اعتراف کیا ہے (جانسن، ۱۹۹۱ء؛ نیڈگ و دیگر، ۱۹۹۲ء؛ سگابیلوری، ۲۰۰۰ء)۔ بعد ازاں تحقیق نے یہ واضح کیا کہ پیشہ ورانہ رویے، بالخصوص آمریت پسندی، ذہنی تھکن (برن آؤٹ) اور کلچہ، گھریلو تشدد سے جڑے ہوئے ہیں (جانسن و دیگر، ۲۰۰۵ء؛ بلمنسٹائن، ۲۰۰۹ء)۔ بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) نے وسطی فلوریڈا کے ۹۰ افسران پر مبنی اپنے مطالعے میں ظاہر کیا کہ آمرانہ رویوں کا گھریلو اخراج اور جذباتی تھکن نفسیاتی مباشرت ساتھی تشدد (Psychological IPV) کے نمایاں پیش گو ہیں، جبکہ کلچہ اس حوالے سے غیر مؤثر رہا۔ جسمانی تشدد، جس کا تناسب صرف ۱۲.۲ فیصد تھا، کسی بھی ثقافتی عنصر سے وابستہ نہ پایا گیا۔

پاکستان کی قانون نافذ کرنے والے اداروں کی فضا نوآبادیاتی ورثے، بغاوتوں کے دوران عسکری پولیسنگ اور دائمی سیاسی مداخلت سے عبارت ہے، جو مغربی تحریروں میں بیان کردہ "روایتی پولیس ذیلی ثقافت" سے گہری مماثلت رکھتی ہے۔ پنجاب پولیس، سندھ پولیس، وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف آئی اے)، انسدادِ دہشت گردی کے خصوصی یونٹ (سی ٹی ڈی) اور دیگر صوبائی قوتیں شدید تناؤ، سخت کمانڈ ڈھانچے اور عوامی بے اعتمادی کے ماحول میں کام کر رہی ہیں۔ پاکستان میں گھریلو تشدد ایک وسیع مسئلہ ہے، تاہم قانونی تحفظات، مثلاً سندھ ڈومیسٹک وائلنس (پریوینشن اینڈ پروٹیکشن) ایکٹ ۲۰۱۲ء، بلوچستان ۲۰۱۴ء، اور پنجاب ۲۰۱۶ء کے قوانین، کمزور نفاذ کا شکار ہیں (مہدی، ۲۰۱۴ء؛ زمان و ذاکر، ۲۰۱۹ء)۔ میڈیا اور انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹوں میں پولیس افسران کے اپنے گھروں میں تشدد کے واقعات وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں، مگر اس پر مبنی منظم علمی تحقیق کا مکمل فقدان ہے۔

یہ مقالہ بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) کے کثیر جہتی ماڈل اور دیگر بین الاقوامی شواہد کو پاکستان کی عملی حقیقتوں کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے تین بنیادی سوالات کا جواب تلاش کرتا ہے: (۱) بین الاقوامی ادب میں پولیس ذیلی ثقافت اور مباشرت ساتھی تشدد کے مابین کون

سے رشتے ابھر کر سامنے آئے ہیں؟(۲) پاکستان کا قانونی، ادارہ جاتی اور انتظامی منظرنامہ کس حد تک اس روایتی ماڈل کا عکس ہے یا اس سے منحرف ہے؟(۳) پاکستان میں پولیس افسران کے ہاتھوں گھریلو تشدد کی روک تھام اور اس سے نمٹنے کے لیے کون سی پالیسی و گورننس مداخلتیں ناگزیر ہیں؟ایک تقابلی تصوراتی تجزیے کے ذریعے یہ مقالہ ایک ایسے اصلاحی لائحہ عمل کی تشکیل کرتا ہے جو پاکستان کی آئینی ذمہ داریوں (آرٹیکل ۹، ۱۴، ۲۵)، نیشنل پولیس بیورو کی حکمتِ عملی اور پائیدار ترقی کے اہداف (SDG 5 اور 16) سے ہم آہنگ ہے۔

ادبی جائزہ

روایتی پولیس ذیلی ثقافت: تصورات و جہات

گزشتہ نصف صدی سے علمی تحقیق اس بات کی گواہ ہے کہ پولیس کا پیشہ ایک منفرد ذیلی ثقافت کو جنم دیتا ہے۔ ویسٹلی (۱۹۷۰ء) کے کلاسیکی کام سے لے کر جدید جائزوں تک، اس ذیلی ثقافت کے تین بنیادی عناصر کو بار بار اجاگر کیا گیا ہے: (الف) ایک آمرانہ ذہنیت جو شہریوں پر کنٹرول اور بلا چون و چرا اجرائم سے لڑنے کی شناخت پر زور دیتی ہے؛ (ب) عوام کے تئیں شک اور "ہم بمقابلہ وہ" کی ذہنیت (سکولنک، ۱۹۶۶ء؛ کوکھران و برو ملے، ۲۰۰۳ء)؛ (ج) مسلسل تشدد، شفٹ ورک، افسر شاہی کے دباؤ اور موزوں نفسیاتی معاونت کی کمی کے نتیجے میں جذباتی تھکن یا برن آؤٹ (میسلاچ و جیکسن، ۱۹۸۱ء)۔ اگرچہ معاصر محققین افسران میں مختلف ثقافتی صف بندیوں کو تسلیم کرتے ہیں، مگر روایتی پولیس ذیلی ثقافت بدستور برقرار ہے اور منفی پیشہ ورانہ و ذاتی نتائج سے جڑی ہوئی ہے (پاؤلین، ۲۰۰۴ء؛ ٹیرل و دیگر، ۲۰۰۳ء)۔

یہاں اس امر پر زور دینا ضروری ہے کہ پولیسنگ میں آمریت پسندی محض ایک شخصیتی خصلت نہیں، بلکہ پیشہ ورانہ تربیت اور طویل ملازمانہ تجربے کا حاصل ہے۔ افسر کو مسلسل یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ ہر صورت کنٹرول حاصل کرے، خطرات کا فوری اندازہ لگائے اور اپنی بالادستی قائم رکھے۔ جانسن و دیگر (۲۰۰۵ء) نے اسی رجحان کو "آمرانہ رویوں کا گھریلو اخراج (Authoritarian Spillover)" کا نام دیا، یعنی افسر ڈیوٹی کے بعد بھی اپنے ذہن سے پولیس کا کردار نہیں اتار پاتا، گھر میں ماتحت سمجھ کر خاندان کے ساتھ پیش آتا ہے اور سخت گیرانہ فیصلے مسلط کرتا ہے۔ دوسری طرف، کلچہ اس یقین کو ظاہر کرتا ہے کہ عوام بنیادی طور پر بے ایمان، جھوٹے اور عدم تعاون کی حامل ہے اور ان کے ساتھ نرمی کا کوئی جواز نہیں (کوکھران و برو ملے، ۲۰۰۳ء)۔ جذباتی تھکن، جو برن آؤٹ کا مرکزی جزو ہے، اپنے پیشے کی وجہ سے اندر سے خالی، تھکے ہارے اور مایوس ہو جانے کی کیفیت کا نام ہے، جس کا تعلق غصے، سماجی تنہائی اور منشیات کے استعمال سے بھی جوڑا گیا ہے (جیکسن و میسلاچ، ۱۹۸۲ء؛ گیرشون، ۲۰۰۰ء)۔

پولیس ذیلی ثقافت اور گھریلو تشدد: تجرباتی ارتقا

متعدد مطالعات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ عام آبادی کے مقابلے میں پولیس خاندانوں میں گھریلو تشدد کی شرح زیادہ ہے۔
جانسن (۱۹۹۱ء) اور نیڈگ (۱۹۹۲ء) کے ابتدائی کام میں ۴۰ فیصد افسران نے اپنے شریک حیات پر جسمانی تشدد کا اعتراف کیا تھا۔
کا اعتراف کیا جبکہ عام شہریوں میں یہ IPV بعد میں زیادہ بہتر پیمانوں کا استعمال کرتے ہوئے دیکھا گیا کہ ۲۸ فیصد پولیس افسران نے
شرح ۱۶ فیصد تھی (سگابیلوری، ۲۰۰۰ء)۔ اس تضاد کی وضاحت کام-خاندان اسپل اوور (Work-Family Spillover)
کے تصور سے کی گئی ہے (جانسن و دیگر، ۲۰۰۵ء)، جس کے تحت ڈیوٹی پر جھیلی جانے والی جذباتی تھکن، آمرانہ رویے، اور ہمدردانہ
رابطے کی صلاحیت کا خاتمہ گھر میں نفسیاتی اور جسمانی جارحیت کو فروغ دیتے ہیں۔
بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) نے اس بحث کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے تینوں ثقافتی عناصر کو یکجا آزمایا۔ Tobit Regression کے
ذریعے انہوں نے پایا کہ آمرانہ اسپل اوور (β = .۳۵۳, p < .۰۱) اور جذباتی تھکن (β = .۲۱۱, p < .۰۵) نفسیاتی تشدد
کے مضبوط پیش گو ہیں، جبکہ کلچہ کا کوئی شماریاتی اثر نہیں نکلا۔ جسمانی تشدد، جس کا پھیلاؤ صرف ۱۲.۲ فیصد تھا، کسی بھی جہت سے
منسلک نہ ہو سکا۔ اس تحقیق نے یہ اہم نتیجہ دیا کہ پولیس ذیلی ثقافت کے تمام پہلو یکساں طور پر نقصان دہ نہیں ہیں، بلکہ کنٹرول
کرنے کی پیشہ ورانہ شخصیت کا گھریلو منتقلی اور جذباتی توانائی کا خاتمہ ہی وہ میکانزم ہیں جو مباشرت رشتوں میں دراڑیں ڈالتے ہیں۔

پاکستانی پولیس ثقافت اور تحقیق کا فقدان

پاکستان میں پولیس کلچر پر علمی تحقیق برائے نام ہے۔ جو بھی مواد موجود ہے، وہ نیم فوجی ورثے، سیاسی بنیادوں پر ترقیوں، ناقص
تربیت اور سخت تعزیری کمانڈ ڈھانچے کی نشان دہی کرتا ہے، جو آمرانہ رویوں کو تقویت پہنچاتے ہیں (عباس، ۲۰۱۱ء؛ رفیق،
۲۰۱۵ء)۔ انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان (HRCP) کے جائزے مسلسل بھتہ خوری، حراستی تشدد اور ماورائے عدالت
کارروائیوں کی نشان دہی کرتے ہیں (ایچ آر سی پی، ۲۰۲۲ء)۔ افسران کو دہشت گردی سے نمٹنے، شہری بدامنی اور سیاسی مداخلت
کے باعث انتہائی بلند ذہنی دباؤ کا سامنا ہے، لیکن نفسیاتی معاونت کا ادارہ جاتی نظام تقریباً ناپید ہے (خان و احمد، ۲۰۱۸ء)۔ ایسے میں،
افسران کے گھریلو تشدد کے خلاف کوئی خود مختار نگران ادارہ موجود نہیں، جس نے استثنیٰ کی فضا کو مزید گہرا کر دیا ہے۔
یوں، پاکستان کے پاس نہ تو آمرانہ اسپل اوور، نہ برن آؤٹ اور نہ ہی IPV کے پھیلاؤ کی پیمائش کرنے والا کوئی شائع شدہ تجرباتی
مطالعہ ہے۔ اس خلاء کو پُر کرنے کے لیے یہ مقالہ بین الاقوامی نظریات و شواہد کو پاکستانی حقیقتوں پر منطبق کرتے ہوئے ایک پالیسی
مبنی تجزیہ پیش کرتا ہے۔

نظریاتی ڈھانچہ

اسپل اوور نظریہ (Spillover Theory) اس مقالے کی نظریاتی بنیاد دو باہم تکمیلی نظریات پر استوار ہے۔ ایک بتاتا ہے کہ ایک شعبے (کام) میں سیکھے گئے رویے، جذباتی رد عمل اور فکری سانچے دوسرے شعبے (خاندان) میں بہہ سکتے ہیں۔ پولیس کا افسر جب روزانہ سڑک پر ہر صورت حاوی رہنے، شہریوں کو مجرم سمجھ کر شک کی نظر سے دیکھنے اور ہمدردی کو کمزوری گردانے پر مجبور ہو، تو یہ سب لاشعوری طور پر گھر میں شریکِ حیات اور بچوں کے ساتھ تعلقات میں منتقل ہو جاتا ہے۔ دوسرا، **عمومی تناؤ نظریہ** **(General Strain Theory)** (ایگنیو، ۱۹۹۲ء) یہ استدلال کرتا ہے کہ جب افراد دائمی تناؤ کی صورت میں منفی جذبات پیدا کرتے ہیں اور ان کے پاس تعمیری مقابلے کے وسائل (prosocial coping resources) ناکافی ہوں، تو وہ انحراف کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں، بشمول مباشرت تشدد۔ پاکستانی پولیس کا ماحول، جس میں حد سے زیادہ کام کا بوجھ، قلیل تنخواہ، ناہموار تعیناتیاں اور دماغی صحت کو شدید نظر انداز کیا گیا ہے، اس تناؤ کے اخراج کا ایک موزوں نمونہ ہے۔

ان دونوں نظریات کا امتزاج پیش گوئی کرتا ہے کہ جن افسران میں آمرانہ اسپل اوور اور جذباتی تھکن بیک وقت پائے جائیں، وہ گھریلو تشدد کے بلند ترین خطرے سے دوچار ہوں گے۔ یہ پیش گوئی بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) کے تجرباتی نتائج سے مکمل ہم آہنگ ہے اور پاکستان میں شدید تر کمانڈ کلچر اور کمزور حفاظتی ڈھانچوں کی وجہ سے اس رجحان کے زیادہ سنگین ہونے کا قوی امکان ظاہر کرتی ہے۔

تحقیقی طریقۂ کار

چونکہ پاکستان میں پولیس افسران کے گھریلو تشدد پر تجرباتی معلومات موجود نہیں، اس لیے یہ مطالعہ ایک **تصوراتی جائزے اور تقابلی پالیسی تجزیے** کا طریقہ کار اپناتا ہے۔ یہ تجزیہ تین مراحل میں انجام دیا گیا:

1. **مرحلہ اول:** بین الاقوامی لٹریچر کا مرکوز جائزہ لیتے ہوئے بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) کے مقالے کو تجرباتی معیار بنا کر روایتی پولیس ذیلی ثقافت اور IPV کے درمیان اہم ترین ربط کی نشان دہی کی گئی۔
2. **مرحلہ دوم:** پاکستان میں پولیس سے متعلق قوانین (پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء، صوبائی گھریلو تشدد ایکٹ)، تربیتی نصاب، ایف آئی اے و نیکٹا کی رپورٹس اور صوبائی پولیس حکمتِ عملیوں کا دستاویزی تجزیہ کیا گیا تاکہ ثقافتی و ادارہ جاتی مماثلتوں کا جائزہ لیا جا سکے۔
3. **مرحلہ سوم:** پالیسی نقشہ سازی کے ذریعے بین الاقوامی شواہد کو پاکستان کے گورننس ڈھانچے میں ممکنہ اصلاحی اقدامات سے جوڑا گیا۔

اس تجزیے میں استعمال ہونے والے تمام بنیادی ماخذ عوامی طور پر دستیاب سرکاری دستاویزات، ہم مرتبہ نظر ثانی شدہ (peer-reviewed) تحقیقی مضامین اور مستند انسانی حقوق کی رپورٹیں ہیں۔

تحقیقی سوالات

بین الاقوامی شواہد کی روشنی میں آمرانہ اسپل اوور، جذباتی تھکن اور کلچہ کا پولیس افسران کے نفسیاتی اور جسمانی مباشرت ساتھی تشدد سے کیا تعلق پایا گیا ہے؟

پاکستان کی پولیس ذیلی ثقافت، ادارہ جاتی ساخت اور قانونی نظام روایتی پولیس ذیلی ثقافت کے ماڈل کا کس حد تک عکس ہیں؟

کون سی مربوط پالیسی، قانونی اور گورننس مداخلتیں پاکستانی قانون نافذ کرنے والے افسران میں مباشرت ساتھی تشدد کے خطرے کو کم کر سکتی ہیں؟

تقابلی نتائج: بین الاقوامی شواہد اور پاکستانی تناظر

بین الاقوامی تجرباتی نمونے

بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) کے اعداد و شمار کے مطابق آمرانہ اسپل اوور اور جذباتی تھکن نے عمر، جنس اور ملازمت کی مدت جیسے کی پیش گوئی کی۔ کلچہ کی غیر اہمیت اس مفروضے کو تقویت دیتی ہے کہ "ہم IPV متغیرات کو کنٹرول کرنے کے بعد بھی نفسیاتی بمقابلہ وہ" ذہنیت بذات خود گھریلو جارحیت میں تبدیل نہیں ہوتی جب تک کہ اسے کنٹرول کی عادت یا تھکن کی شکل میں کوئی ثالثی کرنے والا متغیر حرکت میں نہ لائے۔ مزید بر آں، جسمانی تشدد کی بجائے نفسیاتی تشدد کی پیش گوئی کرنے کی صلاحیت اس جانب اشارہ ہے کہ نفسیاتی حملے، جیسے تذلیل، دھمکیاں اور کنٹرول، پولیس افسران کی ازدواجی زندگی میں جسمانی حملوں سے کہیں زیادہ عام اور اکثر نظر انداز کردہ ہوتے ہیں۔

پاکستان کا قانون نافذ کرنے والا منظر نامہ

پاکستان میں پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء اور صوبائی قوانین کے تحت پولیس کا جو ڈھانچہ تشکیل پایا ہے، وہ انتہائی مرتکز درجہ بندی پر مبنی ہے۔ ایک کانسٹیبل سے لے کر انسپکٹر جنرل تک کا سفر صرف عمودی ہے، اور صوابدیدی اختیارات اعلیٰ افسران تک محدود رہتے ہیں۔ یہی درجہ بندی ایک ایسی کمانڈ و کنٹرول ثقافت کو پروان چڑھاتی ہے جس میں ڈیوٹی کے بعد بھی ماتحت کو ماتحت اور حاکم کو حاکم سمجھنے کی ذہنیت گھر میں داخل ہو جاتی ہے۔ پولیس کالجوں میں دی جانے والی تربیت، اگرچہ اب انسانی حقوق پر مبنی ماڈیول شامل کر چکی ہے، پھر بھی جسمانی طاقت، اسلحہ چلانے اور غیر مشروط اطاعت پر حد سے زیادہ زور دیتی ہے، جبکہ نفسیاتی لچک، باہمی رابطے کی مہارت اور تناؤ کے انتظام کو نظر انداز کیا جاتا ہے (رفیق، ۲۰۱۵ء)۔

انسدادِ دہشت گردی کے محکمے (سی ٹی ڈی) کے اہلکار مسلسل جان لیوا خطرات، طویل تعیناتیوں اور ہولناک مناظر کا سامنا کرتے ہیں۔ وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) کے پاس سائبر جرائم، انسانی اسمگلنگ، امیگریشن کی خلاف ورزیوں جیسے پیچیدہ معاملات کی تفتیش کا بھاری بوجھ ہے، مگر عملے کی شدید کمی اور فرانزک معاونت کی محدود دستیابی نے ان کے تناؤ کو دوچند کر دیا ہے۔ تفتیش کا بڑا حصہ سیاسی دباؤ کے زیرِ اثر انجام پاتا ہے۔ ان تمام عوامل کا مجموعی اثر بین الاقوامی محققین کے ان مشاہدات سے کہیں زیادہ سنگین ہے جو انہوں نے مغربی اداروں میں بلند برن آؤٹ اور آمرانہ اسپل اوور کے لیے ریکارڈ کیے تھے۔

کی رپورٹوں HRCP کے پھیلاؤ کا کوئی منظم اندازہ نہیں، تاہم واقعاتی شواہد پریس اور IPV حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی پولیس میں میں پائے جاتے ہیں، جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ افسران کا گھریلو تشدد رپورٹ نہیں کیا جاتا، اعلیٰ افسران اسے دبا دیتے ہیں، یا بدنامی اور انتقام کے خوف سے متاثرہ فریق خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ قانونی خلا بھی واضح ہے: سندھ ڈومیسٹک وائلنس ایکٹ (۲۰۱۲ء) اور اس سے ملتے جلتے صوبائی قوانین تحفظ کے احکامات اور سزائیں تو تجویز کرتے ہیں، لیکن پولیس اہلکار کو ملزم بنانے میں ادارہ جاتی مزاحمت اتنی شدید ہے کہ ان دفعات کا نفاذ صفر کے برابر ہے۔

ذیلی ثقافتی اجزاء کا پاکستانی حقائق پر انطباق

- **آمرانہ اسپل اوور:** پاکستانی افسر اپنے کردار کو "نظم کا محافظ" تصور کرتا ہے۔ فورس میں غیر مشروط فرمانبرداری کا جو کلچر ہے، وہ گھر میں شوہر / والد کے رعب کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، جہاں بیوی اور بچوں سے کامل تابعداری متوقع ہوتی ہے۔ یہ بالکل وہی طرزِ عمل ہے جسے جانسن و دیگر (۲۰۰۵ء) نے آمرانہ اسپل اوور میں بیان کیا۔
- **جذباتی تھکن:** خطرناک ڈیوٹی، سیاسی دباؤ اور نفسیاتی مدد کی غیر موجودگی ایک ایسا برن آؤٹ پیدا کرتی ہے جس میں افسر خود کو مایوس، بے بس اور جذباتی طور پر مفلوج محسوس کرتا ہے۔ اس کیفیت میں معمولی سی بات بھی انتہائی غصے کا سبب بن سکتی ہے، جس کا شکار گھر والے ہوتے ہیں۔
- **کلچہ:** اگرچہ عوامی سروے پولیس کو بدعنوان اور ناقابلِ اعتماد ادارہ قرار دیتے ہیں، مگر یہ کلچہ اس وقت تک گھریلو تشدد کو براہ راست ہوا نہیں دیتا جب تک اس کے ساتھ بااختیار کنٹرول کی نفسیات یا جذباتی خلا شامل نہ ہو۔ اس طرح پاکستان کا ماحول دراصل بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) کی شناخت کردہ دونوں فعال متغیرات کو زیادہ شدت سے پروان چڑھاتا ہے۔

مباحث (Discussion)

یہ تجزیہ کئی اہم نکات سامنے لاتا ہے۔

اول، روایتی پولیس ذیلی ثقافت یک جہتی نہیں ہے، اور اس کے مختلف پہلو گھریلو تشدد پر مختلف اثرات مرتب کرتے ہیں۔ پاکستان کی پالیسی سازی کے لیے یہ فرق نہایت اہم ہے: اگر تربیتی پروگرام صرف عوامی اعتماد (کلچہ میں کمی) پر مرکوز رہیں اور ان میں گھر میں آمرانہ رویوں کی منتقلی اور جذباتی تھکن کی جڑوں کو نہ چھیڑا جائے، تو حقیقی معنوں میں گھریلو تشدد میں کمی نہیں آئے گی۔

دوم، پاکستان میں تجرباتی ڈیٹا کا فقدان خود ایک پالیسی ناکامی ہے۔ بغیر پھیلاؤ کے سروے کے، افسران کے گھریلو تشدد کا حجم نظروں سے اوجھل ہے اور حکمتِ عملی بنانے والے نشانہ بند مداخلت ڈیزائن نہیں کر سکتے۔ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۹ (حقِ حیات)، ۱۴ (وقارِ انسانی کا تحفظ) اور ۲۵ (قانون کی نظر میں برابری) کے تحت ریاست کی ذمہ داری پولیس خاندانوں کی حفاظت پر بھی محیط ہے، اور اس بے عملی کو ان آئینی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا جا سکتا ہے۔

سوم، پولیس ادارے کی جانب سے متاثرین کو خاموش کرانے کا رجحان پدرشاہانہ ڈھانچوں کی جھلک دکھاتا ہے۔ بھارت، بنگلہ دیش اور دیگر جنوبی ایشیائی ممالک کے تجربات بھی بتاتے ہیں کہ جب تک پولیسنگ کے اندرونی احتساب کا کوئی خود مختار یونٹ نہ ہو، استثنیٰ کی ثقافت ختم نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کے قومی انسانی حقوق لائحہ عمل اور صوبائی پولیس اصلاحات میں تادیبی اقدامات کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا ہے، مگر افسران کے گھریلو تشدد کا مسئلہ ان دستاویزات میں نمایاں مقام نہیں رکھتا۔

آخر میں، بلمنسٹائن ماڈل کا جسمانی کی بجائے نفسیاتی تشدد کی پیش گوئی کرنا پاکستان کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں آواز بلند کرنے، دھمکیاں دینے، طعنے دینے یا گھریلو معاملات پر مکمل کنٹرول جیسی نفسیاتی جارحیت کو اکثر "معمول کی چیز" سمجھ لیا جاتا ہے، حالانکہ یہ جسمانی تشدد کی بنیاد ہوتی ہے۔ اگر پولیس اصلاحات کا فوکس صرف جسمانی تشدد تک محدود رہے، تو یہ چھپا ہوا، وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا جبر مزید مستحکم ہو جائے گا۔

پالیسی مضمرات

۱. ملازمت سے قبل اسکریننگ اور مسلسل تشخیص:

بھرتی کے وقت نفسیاتی جانچ میں آمرانہ اسپل اوور اور برن آوٹ کی پیمائش کرنے والے معیاری ٹیسٹ شامل کیے جائیں۔ پنجاب پولیس اور دیگر صوبے میسلاچ برن آوٹ انوینٹری (Maslach Burnout Inventory) کی طرز پر ایک "صحت مندی اشاریہ" (Wellness Index) اپنا سکتے ہیں، جس کی بنیاد پر سالانہ نفسیاتی جائزے لیے جائیں اور خطرے میں موجود افسران کی بروقت نشان دہی ہو سکے۔

۲. تناؤ سے بچاؤ اور نفسیاتی معاونت:

بنیادی تربیت اور ترقیوں کے لازمی کورسز میں تناؤ کے انتظام (Stress Management) اور جذباتی ذہانت (Emotional

کی عملی مشقیں شامل کی جائیں۔ موجودہ پولیس ہیلتھ ڈائریکٹوریٹس کو خفیہ، قابلِ بھروسہ مشاورتی مراکز میں (Intelligence تبدیل کیا جائے، جہاں افسر کو بدنامی یا ملازمت کے خاتمے کے خوف کے بغیر نفسیاتی مدد مل سکے۔

۳. گھریلو تشدد قانون سازی کا انضمام:

صوبائی گھریلو تشدد قوانین میں واضح ترمیم کر کے یہ صراحت کی جائے کہ یہ قوانین پولیس خاندانوں پر بھی پوری طرح لاگو ہوتے قائم کیا جائے، جو شکایات وصول **"پولیس گھریلو تشدد سیل"** ہیں۔ نیشنل پولیس بیورو یا صوبائی خواتین تحفظ کمیٹیوں کے تحت ایک کرے، غیر جانبدارانہ تحقیقات کرے اور اندرونی رکاوٹوں کے باوجود تادیبی کارروائی کی سفارش کرے۔

۴. احتساب اور نگرانی:

کے معاملات کو بطور "پیشہ ورانہ بدعنوانی" نمٹانے کا IPV وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) کو پولیس افسران کے خلاف (Independent خصوصی اختیار دیا جاسکتا ہے۔ متبادل طور پر، آرٹیکل ۱۸۹ آئین پاکستان کے تحت ایک **آزاد پولیس محتسب** تشکیل دیا جاسکتا ہے، جو سندھ محتسب کے ماڈل پر کام کرے اور افسران (Ombudsperson for Police Misconduct کے گھریلو تشدد کے مقدمات کا ازخود نوٹس لے۔

۵. تنظیمی ثقافتی تبدیلی:

پولیس قیادت کو کردار کا نمونہ بننا پڑے گا۔ ترقی کے معیار میں گرفتاریوں اور انکاؤنٹرز کے اعداد و شمار کے بجائے ٹیم ورک، شفافیت اور کمیونٹی تعلقات کو مرکزی اہمیت دی جائے۔ کمیونٹی پولیسنگ کے ایسے منصوبے جو شراکت داری اور باہمی احترام پر زور دیں، "ہم بمقابلہ وہ" ذہنیت کو بتدریج کم کریں گے اور اس کے گھریلو اثرات میں خود بخود کمی آئے گی۔

ادارہ جاتی اور گورننس مضمرات

پولیس گھریلو تشدد صرف ایک خاندانی مسئلہ نہیں بلکہ ایک قومی سلامتی اور گڈ گورننس کا چیلنج ہے۔ ایک افسر جو گھر میں تشدد کرتا ہے، وہ پیشہ ورانہ طور پر جذباتی استحکام کھو چکا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے فیصلے غیر متوقع، سیکیورٹی کلیئرنس کمپرومائزڈ اور جرائم پیشہ عناصر کی جانب سے بلیک میل کا شکار ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی (نیکٹا) اور انٹیلی جنس بیورو کو چاہیے کہ وہ اپنے سیلف کلیئرنس پروٹوکول میں گھریلو تشدد کی تاریخ کو لازمی چیک کا حصہ بنائیں۔

ہائر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) کو چاہیے کہ وہ "پولیس فیملی وائلنس اینڈ مینٹل ہیلتھ" جیسے عنوانات پر تھیمیٹک تحقیقی گرانٹس کا اعلان کرے، تاکہ پاکستانی جامعات میں اس موضوع پر تجرباتی تحقیق کو فروغ ملے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ کی قائمہ کمیٹیاں برائے انسانی حقوق اور داخلہ، مجوزہ نگران سیلوں کی رپورٹوں کا جائزہ لینے کے لیے خصوصی سماعتیں منعقد کر سکتی ہیں، جس سے عوامی شعور اور پارلیمانی دباؤ دونوں پیدا ہوں گے۔

نتیجہ اور مستقبل کی تحقیق

اس مقالے نے واضح کیا ہے کہ بین الاقوامی شواہد، خاص طور پر بلمنسٹائن (۲۰۰۹ء) کا کثیر جہتی ماڈل، پولیس افسران میں نفسیاتی مباشرت ساتھی تشدد کے دو بنیادی محرکات یعنی آمرانہ اسپل اوور اور جذباتی تھکن کی نشان دہی کرتا ہے۔ پاکستان کا قانون نافذ کرنے والا نظام، اپنے اندر روایتی پولیس ذیلی ثقافت کا ایک شدید ترورژن رکھتا ہے، لیکن ابھی تک کسی بھی سرکاری یا علمی ادارے نے افسر کے گھریلو تشدد کے موضوع کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ یہ گورننس خلا پاکستان کے آئینی تقاضوں سے واضح انحراف ہے، جسے دور کرنے کے لیے فوری اور جامع اصلاحات کی ضرورت ہے۔

پر مبنی (CTS2) مستقبل کی تحقیق کو پہلے مرحلے میں پاکستانی پولیس فورسز میں **ثقافتی طور پر موزوں تنازعاتی طریقوں کے پیمانوں** پھیلاؤ کے سروے ڈیزائن کرنے چاہئیں۔ اس کے بعد، **کیفی مطالعات** افسران کے خاندانوں کے زندہ تجربات کو سامنے لائیں تاکہ **تحقیق** افسران کے کیریئر کے مختلف (Longitudinal) اسپل اوور کے اصل میکانزم کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ **طولانی** مراحل پر تشدد کے رجحانات میں تبدیلیوں کا جائزہ لے سکتی ہے، اور **نیم تجرباتی ڈیزائن** کے تحت تناؤ سے بچاؤ کے تربیتی مداخلتوں کی افادیت کو جانچا جا سکتا ہے۔ اسی طرح، **بین الصوبائی تقابلی مطالعہ** یہ واضح کر سکے گا کہ کہاں ثقافتی و انتظامی فرق گھریلو تشدد کے پھیلاؤ کو متاثر کرتے ہیں۔ تب ہی پاکستان یہ دعویٰ کر سکے گا کہ اس کے قانون کے محافظ اپنے ہی گھروں میں بھی انصاف اور تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔

حوالہ جات

عباس، زیڈ (۲۰۱۱ء)۔ پاکستان میں پولیس کلچر اور پولیس بدعنوانی۔ پاکستان جرنل آف کرمینالوجی، ۳ (۱)، ۵۵–۷۰۔

ایگنیو، آر (۱۹۹۲ء)۔ جرم اور بے راہ روی کے عمومی تناؤ نظریہ کی بنیاد۔ کرمینالوجی، ۳۰ (۱)، ۴۷–۸۷۔ https://doi.org/10.1111/j.1745-9125.1992.tb01093.x

بلمنسٹائن، ایل (۲۰۰۹ء)۔ قانون نافذ کرنے والے خاندانوں میں گھریلو تشدد: پولیس کے درمیان روایتی پولیس ذیلی ثقافت اور گھریلو تشدد کے درمیان ربط (ایم اے مقالہ، یونیورسٹی آف ساؤتھ فلوریڈا)۔ یو ایس ایف ٹمپا گریجویٹ تھیسز اینڈ ڈزرٹیشنز۔

کوکھران، جے کے، اور بروملے، ایم ایل (۲۰۰۳ء)۔ پولیس ذیلی ثقافت کا افسانہ(؟)۔ پولیسنگ: ایک بین الاقوامی جریدہ، ۲۶ (۱)، ۸۸–۱۱۷۔ https://doi.org/10.1108/13639510310460314

گیرشون، آر آر ایم (۲۰۰۰ء)۔ بالٹی مور، میری لینڈ میں پولیس خاندانوں میں پولیس تناؤ اور گھریلو تشدد۔ در ڈی سی شین (مرتب)، پولیس افسران کے ذریعے گھریلو تشدد (صفحات ۱۲۷–۱۴۲)۔ یو ایس گورنمنٹ پرنٹنگ آفس۔
ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (۲۰۲۲ء)۔ ۲۰۲۱ء میں انسانی حقوق کی حالت۔ ایچ آر سی پی۔
جیکسن، ایس ای، اور میسلاچ، سی (۱۹۸۲ء)۔ ملازمت سے متعلق تناؤ کے بعد کے اثرات: متاثرین کے طور پر خاندان۔ جرنل آف آکیوپیشنل بیہیوئیر، ۳ (۱)، ۶۳–۷۷۔ https://doi.org/10.1002/job.4030030106
جانسن، ایل بی (۱۹۹۱ء)۔ محاذ پر: پولیس تناؤ اور خاندانی فلاح و بہبود [گواہی]۔ سلیکٹ کمیٹی آن چلڈرن، یوتھ، اینڈ فیملیز، یو ایس ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز۔ یو ایس گورنمنٹ پرنٹنگ آفس۔
جانسن، ایل بی، ٹوڈ، ایم، اور سبرامنیم، جی (۲۰۰۵ء)۔ پولیس خاندانوں میں تشدد: کام-خاندان اسپل اوور۔ جرنل آف فیملی وائلنس، ۲۰ (۱)، ۳–۱۲۔ https://doi.org/10.1007/s10896-005-1504-4
خان، ایف آر، اور احمد، ایس (۲۰۱۸ء)۔ پاکستانی پولیس افسران میں پیشہ ورانہ تناؤ اور نفسیاتی فلاح۔ پاکستان جرنل آف سائیکولوجیکل ریسرچ، ۳۳ (۲)، ۴۳۵–۴۵۲۔
میسلاچ، سی، اور جیکسن، ایس ای (۱۹۸۱ء)۔ تجربہ شدہ برن آؤٹ کی پیمائش۔ جرنل آف آکیوپیشنل بیہیوئیر، ۲ (۲)، ۹۹–۱۱۳۔ https://doi.org/10.1002/job.4030020205
مہدی، آر (۲۰۱۴ء)۔ پاکستان میں گھریلو تشدد: قانونی ڈھانچہ اور نفاذ میں چیلنجز۔ پاکستان لا ریویو، ۳، ۱–۲۶۔
نیڈگ، پی، رسل، ایچ، اور سینگ، اے (۱۹۹۲ء)۔ قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں میں باہمی زوجین جارحیت۔ نیشنل فرٹرنل آرڈر آف پولیس جرنل، خزاں/موسم سرما، ۲۵–۲۸۔
پاؤلین، ای اے (۲۰۰۴ء)۔ پولیس کلچر پر روشنی ڈالنا: افسران کے پیشہ ورانہ رویوں کا جائزہ۔ پولیس کوارٹرلی، ۷ (۲)، ۲۰۵–۲۳۶۔ https://doi.org/10.1177/1098611103257074
رفیق، اے (۲۰۱۵ء)۔ پاکستان میں پولیسنگ: پولیس اصلاحات کا جائزہ۔ اسلام آباد: نیشنل پولیس اکیڈمی۔
سگابیلوری، آر (۲۰۰۰ء)۔ پولیس کلچر، پولیس ٹریننگ، اور پولیس ایڈمنسٹریشن: پولیس خاندانوں میں تشدد پر ان کا اثر۔ در ڈی سی شین (مرتب)، پولیس افسران کے ذریعے گھریلو تشدد (صفحات ۳۰۹–۳۲۲)۔ یو ایس گورنمنٹ پرنٹنگ آفس۔
سکولنک، جے ایچ (۱۹۶۶ء)۔ مقدمے کے بغیر انصاف: جمہوری معاشرے میں قانون کا نفاذ۔ جان وائلی اینڈ سنز۔

ٹیرل، ڈبلیو، پاؤلین، ای اے، اور میننگ، پی کے (۲۰۰۳ء)۔ پولیس کلچر اور جبر۔ کرمینالوجی، ۴۱(۴) ۱۰۰۳، ـ
۱۰۳۴۔ https://doi.org/10.1111/j.1745-9125.2003.tb01012.x

ویسٹلی، ڈبلیو اے (۱۹۷۰ء)۔ تشدد اور پولیس: قانون، رسم اور اخلاقیات کا سماجی مطالعہ۔ ایم آئی ٹی پریس۔

زمان، ایس، اور ذاکر، آر (۲۰۱۹ء)۔ پاکستان میں خواتین کے خلاف گھریلو تشدد: ایک لٹریچر کا جائزہ اور قانون سازی کے اقدامات۔ جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، ۵۶(۲) ۱۷۵، ـ ۱۹۰۔